نایاب کتاب ہے۔ یہ وثیقۂ رُشدو ہدایات اور حقیقت وآ گہی پر مبنی ہے۔ فارسی متن طبع نہیں ہوا۔ اس کتاب کے دو قلمی نسخوں کی تفصیل یہ ہے :

(الف) : نسخۂ خطی: محمد قطب الدین پسر میاں جیلانی بخش ساکن گجرات نے ۱۲۹۸ھ کو فراخ اوراق پر خطِ شکستہ میں ۲۲۸ صفحات پر کتابت کیا ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۵ سطر ہیں۔ تقطیع ۱۱×۲۱/۲-۲۱ ہے۔

کاتب مذکور نے بغداد (عراق) میں یہ نسخہ لکھنا شروع کیا تھا اور لاہور میں اُسی سال مکمل کیا۔ افسوس ہے کہ اس نسخہ کے ابتدائی ۱۸ صفحات تلف ہو چکے ہیں۔

(ب) : نسخۂ خطی: بہادر شاہ قادری سلطانی نے ۱۳۴۰ھ کو بڑے اور خاکی رنگ کے کاغذ پر درمیانہ اور خوبصورت قلم میں ۱۸۴ صفحات پر تحریر کیا ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۳ سطریں ہیں۔ اس کی تقطیع ۱۱×۲۰ ہے

محتویات کتاب :

علم و یقین، علم برائے نفس، علم برائے قلب و رُوح، طالب العلم علماء و طالب المولیٰ فقرا، سگِ اصحاب کہف و شیطان، استماعِ سُرود، مداوی مرضِ قلوب، عشق و جودیہ، تصور اسم اللہ، شرحِ مراقبہ، دعوت، فضیلت و معرفت، ذکرِ شاہ محی الدین عبد القادر، نفس وجودیہ معظم، نود و نہ نام باری تعالیٰ، کشف مقامِ منجم و شرحِ دَم، فقر و قربِ حضور، شرحِ دعوات متفرقہ : ان عنوانات میں کہا گیا ہے کہ یقین نورِ ازلی ہے اور تلقین اسم اللہ نور تک لے جاتی ہے۔ سالک کا جسم سات اندام میں نور ہو جاتا ہے اور لامکان میں پہنچ جاتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانی طالبانِ حق کے ساتھ ہمیشہ موجود ہو جاتے ہیں۔ معرفت علمِ ظاہر اور علمِ باطن سے حاصل ہوتا ہے۔ سرود کی دو اقسام ہیں: ایک سرود رحمانی ہے جو آوازِ اَلَست ہے اور فقرا و اہل اللہ اس آواز سے خوش ہوتے ہیں۔ دوسرا سرود شیطانی ہے جس سے اہلِ دُنیا خوش ہوتے ہیں۔ جس کسی کو اسم اللہ حاصل ہے اُس کا قلب پاک ہو رہتا ہے اور جو کوئی ناپاک دُنیا کو حاصل کئے ہوئے ہے وہ ناپاک کلب رکھتا ہے۔ اسم اللہ اور اسم محمد (ﷺ) کے حاضرات کا نقش قطب و غوث کے مراتب کو پہنچاتے ہیں۔ دُنیا اور عقبیٰ کے مراتب تمام حجاب ہیں۔ معرفت کو منتقل ہونے سے مراد وصال ہے کیونکہ سوائے دیدارِ پروردگار کے اور کچھ نہیں ہے۔ انسان وہ ہے جو بصارت علم اور عرفان کا حامل ہو۔

مولف کی رائے :

شخصیت یقین سے ہے اور اس نکتہ کو حضرت قدس سرہٗ نے صوفیائے کبار کی طرح اظہار فرمایا ہے۔ گذشتہ آثار میں کہا گیا ہے کہ حقیقی و ہم نور ہے۔ یہاں یقین کو بھی نورِ اَلَستی سے

تعبیر کیا گیا ہے جو اس کے حامل کو لاھوت تک پہنچا دیتا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے سلوکِ قادری کے سالک کی طرح اس کتاب میں سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے مراتب پر بہت کچھ لکھا ہے۔ کتاب عین الفقر میں بھی حضرت قدس سرہٗ نے سرود کے بارے میں شرح کی ہے (۸۳۰) شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کشف المحجوب میں اس ضمن میں خواجہ ابو احمد مظفر کا قول نقل کیا ہے کہ قوتِ سماع اُس وقت تک ہوتی ہے جب تک مشاہدہ حاصل نہ ہو، جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو سماعت کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، خیال رکھو! کہیں اس کی عادت نہ اختیار کر لو۔ (۸۳۱) اصل میں یہ تلقین علمِ دیدار کے عرفان کیلئے ہے جو حضرت قدس سرہٗ نے اپنی تمام تصانیف میں شرح سے پیش کیا ہے۔ "اِنسان" کے تعارف میں کوئی ایسی شرح موجود نہیں فرمائی جو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے نہ ہو۔

۱۴۔ عین العارفین :

تصوف و عرفان پر یہ کتاب مجوزہ بیان سال ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء کو سید سلطان شاہ کے کتابخانہ سے دریافت ہوئی۔ اس کا سالِ تصنیف ۱۱۰۰ھ تحریر ہے۔ صفحات کی تعداد ۳۱ ہے۔ خطِ نسخ اور شکستہ میں کتابت ہوئی ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں۔ کاتب کا نام معلوم نہیں البتہ کتابت کا سال ۱۲۰۹ھ ہے۔ ورق بوسیدہ ہو چکے ہیں اور بعض حروف بھی حذف ہوئے ہیں۔

محتویات کتاب :

نفس، علم، فقر، دَم، مرشد، دُنیا و استدراج، ان عنوانات کے تحت یہ مباحث ملتے ہیں: نفس کو ختم کر دینا چاہئے۔ مرشد نفس کُش ہوتا ہے۔ فقر مقامِ محمد (ﷺ) ہے۔ مرشد وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیروکار ہو۔

مولف کی رائے :

انسانی وجود کی اصلاح، نفس و ہوا سے نجات کے لئے مرشدِ کامل کے کردار کو صوفیائے کرام اور علمائے کاملین نے بہت کافی پیش کیا ہے مگر جس دلآویزی مُدلل طریقہ اور مؤثر انداز میں حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ نے مرشدِ کامل کے کردار کو بیان کیا ہے، وہ سب سے زیادہ نمایاں ہے۔

۱۵۔ عین الفقر :

یہ کتاب نہایت مُسجّع نثر میں ہے۔ مولوی نظام الدین ملتانی نے ۱۳۲۷ھ کو پہلی بار اس

کا اُردو میں ترجمہ کیا اور اصل فارسی متن کے ساتھ شائع بھی کیا۔ اُنہوں نے اس ترجمہ کو دو جلدوں میں تقسیم کر دیا تھا؛ جلدِ اوّل میں ۱۱۶ صفحات اور جلدِ دوئم میں ۱۵۲ صفحات ہیں۔ اس کے بعد ملک چنن الدین لاہوری نے اپنے طور پر نیا ترجمہ کرا کر شائع کیا جو اَب تک بازار میں مل جاتا ہے' البتہ وہ برجستہ ترکیبیں اور حقیقی مفہوم جو مصنف قدس سرّہٗ کے اصل متن میں ہیں' اس اُردو ترجمہ میں مفقود ہے۔

• پروفیسر ڈاکٹر کے بی نسیم نے حال ہی میں پشاور یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے عہدہ چیئرمین سے ریٹائر ہو کر لاہور میں قیام اختیار کر لیا ہے اور انہوں نے آثار حضرت سلطان العارفین قدس سرہ پر تحقیق و ترجمہ کا کام شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ ان تصانیف حضرت سلطان العارفین پر تحقیق کے بعد اردو ترجمہ کے ساتھ کام مکمل کر کے شائع کرا لیا ہے۔ ہم اسے معجز آفرین و حیرت انگیز و خوش آئند پیشرفت کہہ سکتے ہیں۔

اس بیش بہا کتاب کے چند بڑے قیمتی نسخے ہمارے پاس ہیں' جن کی تفصیل یوں ہے:

(الف): نسخۂ خطی؛ سال ۱۲۹۱ھ کو محمد حسن ولد خیر محمد' ساکن بجکہ' علاقہ بھیرہ' شاہ پور نے کتابت کیا' یہ نسخہ نستعلیق میں متوسط قلم کے ساتھ کتابت ہوا ہے' اس کے صفحات خاکستری اور کشادہ ہیں' کُل صفحات ۸۷ ہیں اور ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں ہیں۔ تقطیع ۱۵×۲۷ ہے۔ نسخہ کے شروع ہونے سے پہلے غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی مناجات درج ہے۔

(ب): گل محمد سندھی پہاڑپوری نے ۱۳۳۶ھ کو یہ قلمی نسخہ خطِ نستعلیق میں میانہ قلم کے ساتھ کتابت کیا ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۵۴ ہے اور ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں۔ تقطیع ۱۲×۱۷ ہے۔

(ج): یہ نسخۂ خطی صاحبزادہ سلطان حامد قادری (صاحب مناقب سلطانی) نے ۱۲۹۴ھ کو ۲۲۷ بڑے کشادہ صفحات پر کتابت کیا ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۴ سطریں ہیں۔ خطِ نستعلیق اور میانہ قلم میں کام ہوا ہے۔ تقطیع ۱۱×۲۰ ہے۔

(د): یہ نسخۂ خطی فنِ خوشنویسی کا ایک شاہکار ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ نہ کاتب کا نام اور نہ کتابت کا سال معلوم ہو سکا' البتہ اَوراق کے رنگ اور ہیئت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۳۳۰ھ سے متعلق نسخہ ہو سکتا ہے۔ اس میں صفحات کی تعداد ۳۱۸ ہے اور ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں۔ تقطیع ۲ ۱/۲-۱۰×۲۰ ہے۔ ایک تازہ تحقیق کے مطابق پتہ چلا ہے کہ یہ مکتوبہ قاضی عبدالحکیم ساکن اسلام آباد نزد داوستہ محمد (بلوچستان) کے والدِ محترم کے کتابت کردہ نسخوں میں سے ایک ہے۔

(ح): فقیر نور محمد کلاچوی نے یہ نسخۂ خطی ۱۳۲۵ھ کو نہایت زیبا، جلّی اور نستعلیق خط میں ۸۹ صفحات پر لکھا ہے۔ ہر صفحہ پر ۲۳ سطور ہیں۔ تقطیع ۲ ۱/۲-۲۰×۳۴ ہے۔

محتویاتِ کتاب:

یہ کتاب دس ابواب میں تقسیم ہے۔ حقیقتِ قلب' مرشدِ کامل' سِرّی و جہری اذکار' مقاماتِ فقر' اسمِ ذات و توحید' فنا فی اللہ' شرحِ تجلیات' شرحِ استغراق' ترتیبِ نفس' شرحِ دُرِ عالم و فقیر اہل اللہ اور شرحِ مراقبہ اس کے خاص مضامین ہیں۔

اِن عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے کہ تمام کُتبِ سماوی اور کائنات' اسم اللہ کی شرح ہیں' اسم اللہ کا ہر جزو خود ہی ہے' اس میں کوئی اِستدراج نہیں۔ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نورِ ذاتِ الٰہی سے ہے اور تمام مخلوقات نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیدا ہوئیں۔ ریاضت کے لئے بہت زیادہ سال درکار ہوتے ہیں۔ طالبِ مولیٰ دُنیا و عقبیٰ سے بلندتر ہوتا ہے۔ قیامت اُس دن برپا ہو گی جب رُوئے زمین پر کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہ ہو۔ تجلّی کی چودہ اقسام ہیں' مشاہدہ کی پندرہ اقسام ہیں' ترک گیارہ اقسام کا ہوتا ہے۔ مُرشد غسّال کی طرح اور پاک کرنے والا ہوتا ہے۔ نفس کو عشق کی آگ جلا ڈالتی ہے۔ ابلیس' نفس اور دُنیا' تینوں نفسِ اَمّارہ' نفسِ مُلہمہ اور نفسِ لوامہ کی علامات ہیں۔ فقرا کو سوزِ عشق حاصل ہوتا ہے اور علماء اس سے بے خبر ہیں۔ فقیر کو جزا' دیدارِ حق تعالیٰ کے بغیر اور کوئی چیز نہیں۔ اہلِ مراقبہ فقیر ہے۔ قادری سرمدی براہِ راست نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کا شرف حاصل کرتا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وساطت سے سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ النّورانی کی خدمت میں آ کر سلوک اِختیار کرتا ہے۔ ذِکر آدمی کے وجود کو پاک کرتا ہے' اِسی لئے ذکرِ وقتی' نمازِ وقتی' ذکرِ دائمی اور نمازِ دائمی اختیار کرنا' فقیر پر لازم ہے۔ پاسِ انفاس' سلوک کا خاصہ ہے۔ قلب کی تین اقسام ہیں۔ دُنیا' عقبیٰ' ملکوت و جبروت' تمام مقامات ہیں جو کوئی بھی ان میں سے کسی مقام پر ٹھہر گیا' فقر کو نہیں پہنچا۔ فقر اپنے سے فنا ہو جانے اور خدا کے ساتھ باقی رہ جانے کو کہتے ہیں۔ شُرب و شراب بدمستی ہے' فنا فی اللہ ہونے میں ہستی ہے۔ شریعت و طریقت دونوں معرفت کی بنیاد ہیں۔ دُنیا کو کوئی مرد پسند نہیں کرتا اور دُنیا مرد کی تلاش میں ہوتی ہے۔ جو کوئی کل کے لئے جمع کرے' درویش نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان پانچ ہزار نو صد اُناسی سال کی مُدّت گزری ہے۔ قیامت تک ہمیشہ تین سو مردانِ خدا موجود رہیں گے اور اُن کی برکت سے اُمّت سے مصیبتیں دُور

ہوتی رہیں گی۔ ہمارے آدم علیہ السّلام سے پہلے پندرہ ہزار اور ایک آدم خلق کیے گئے اور اُن کا زمانہ سینکڑوں ملین ہا سال ہمارے آدم سے پہلے کا تھا۔

مؤلف کی رائے :

یہ کتاب نہایت پُرکشش اور فکر انگیز ہے؛ اس میں سے بڑی عارفانہ اور فلسفیانہ اطلاعات حاصل ہوتی ہیں۔ اِس نسخہ میں سلوکِ قادریہ پر پوری تشریحات کی گئی ہیں۔ صوفیاء کے سلوک و طریقت پر مُفید بحث بھی ملتی ہے۔ قُربِ قیامت کے بارے میں پیشگوئی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیثِ مبارک کے مطابق ہے۔ آدم کے زمانہ سے متعلق علمی (سائنسی) تفاصیل سے کام لیا گیا ہے؛ جب حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہمارے آدم سے پہلے کئی ہزار آدم پیدا ہوئے؛ دراصل علمی اور عقلی شواہد پر مبنی اطلاع ہے۔ فشٹے (۱۸۴۴ء۔۱۹۰۰ء) نے کہا کہ کائنات اپنے حادثات کا تکرار کرتی ہے؛ جو کچھ آج ہوتا ہے پہلے بھی ایسا ہوا تھا۔ اِس رازِ قدیم کو کتاب "ہدایتِ اسرار" میں لکھا گیا ہے کہ ایک روز حضرت علی علیہ السّلام (ف: ۴۰ھ/ ۶۶۱ء) نے اہلِ نصاریٰ کے جواب میں فرمایا تھا کہ آدم صفی اللہ سے پہلے بھی آدم تھا اور اس سے پہلے بھی آدم تھا اور اُس سے پہلے بھی آدم تھا۔ صاحب تاریخ خواجگی نے لکھا ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام (۸۰ھ۔۱۴۸ھ) سے دریافت کیا آدم کی پیدائش کے بارے میں؛ تو حضرت امام نے جواب دیا کہ کون سے آدم؟ کیا اِس سوال سے مُراد آدم صفی اللہ ہیں؟۔ اُس پوچھنے والے کی حیرت پر آپ نے فرمایا کہ ہمارے آدم سے پہلے سو آدم گزرے ہیں جن کی آل اولاد ایک مدت تک دُنیا میں رہی ہے (۸۳۲)۔ بہرحال یہ کتاب نثر میں ہے اور اس میں نثر کے ساتھ نظم، احادیث اور آیاتِ قرآنی بڑی لطافت کے ساتھ شامل ہیں۔

۱۶۔ فضل اللقاء :

یہ رسالہ سادہ، رواں اور فصیح نثر میں ہے جو علمِ معرفت اور لقا کے ضمن میں بڑا بیش بہا نسخہ ہے۔ اِس کا اصل متن اب تک طبع نہیں ہوا؛ اس کا اُردو ترجمہ ملتا ہے۔ اِس رسالہ کے قلمی نسخے جو ہمیں ملے ہیں، اُن کا ذکر کیا جاتا ہے :

(الف): خطی نسخہ جو ۱۹۱۷ء میں کتابت ہوا ہے؛ اس کے کاتب کا نام معلوم نہیں ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۳۸ ہے؛ متوسط قلم میں ہے اور ہر صفحہ میں ۹ سطور ہیں؛ یہ خطِ جلی میں ہے اور اس کی تقطیع ۱/۲-۱۳×۱۷ ہے۔

(ب): ظہور احمد ساغر ہاشمی المعروف عینی نے ۱۹۷۱ء کو شکستہ خط میں کھلے کاغذ پر ۶۶ صفحات پر کتابت کی ہے اور اس کے ہر صفحہ پر ۱۶ سطور ہیں۔

محتویاتِ کتاب:

عشق وجودیہ، توصیفِ شاہ عبدالقادر جیلانی، عرفان، طالب و مُرشد، شوق، طریقۂ قادری، مُوتُو قَبلَ اَنتَمُوتُوا، تحصیلِ علمِ فضیلت، پنج کلید عطائے اولیاء اللہ، تقلید، توحید وغیرہ؛ ان عنوانات کے تحت فرمایا ہے کہ صاحبِ توفیق وہ ہے جو زندگی میں موت کے مدارج حاصل کر لے اور لقائے الٰہی پالے۔ دم اور آواز دونوں ازل سے ہیں۔ قادری مُرید تلقین کے پہلے دِن کو ہی تصور، تفکر، ذکر اور الہام کے مراتب کو پہنچ جاتا ہے۔ قلب کی زندگانی، جاودانی شوق ہے۔ پیروی کرنے والے وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار کو پہنچ جاتے ہیں اور حاسد گاؤ خر (جانوروں) کی مانند ہیں۔ اہلِ توحید، تصورِ اسم اللہ، دعوتِ اہلِ قبور، نظرِ اولیاء اللہ، تلقین قربِ الٰہی اور توجہ قلب سے بہرہ ور ہوتے ہیں؛ اور اہلِ تقلید کو ان اوصاف میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہیں ہے۔

مؤلف کی رائے:

سلوکِ قادریہ اور رُموزِ معرفت میں یہ کتاب کافی متعارف ہے؛ اس میں بڑی مفید صوفیانہ اصطلاحات کا استعمال ہوا ہے۔ حقائقِ عرفان اور آئینۂ حقیقت کو آسان جملوں میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۷۔ قُربِ دیدار :

یہ کتاب علمِ لقا، دیدارِ الٰہی پر مبنی ہے؛ جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہوتا ہے۔ اس کا فارسی متن شائع نہیں ہوا، اُردو ترجمہ مل رہا ہے۔ جو خطی نسخہ ہمارے پاس ہے، اُس کا ذکر کیا جاتا ہے :

مُحمد بخش ولد اللہ دِتہ سیال، ساکن ربہ پیران، نزد کوٹ شاکر، نے سال ۱۳۷۱ھ کو یہ نسخۂ خطی بتقطیع ۱۳×۲۰ کُل ۱۳۶ صفحات پر کتابت کیا ہے، ہر صفحہ میں ۱۰ سطریں ہیں۔

محتویاتِ کتاب:

طالب و مُرشد، شرحِ دعوت، تصوّر، عامل و کامل، عالم کی تین اقسام؛ ان عنوانات کے ضمن میں فرمایا ہے کہ دیدارِ الٰہی، خواب، مراقبہ اور چشمِ معرفت سے ممکن ہے؛ بشرطیکہ زندگی میں موت (کے مدارج سے ہمکنار) ہو۔ اہلِ دل ولی اللہ ہے۔ نورِ معرفت، حصولِ تلقین اور تزکیۂ نفس

باب ششم : آثارِ فارسی حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ ۲۰۲

باب ہفتم : گنجِ کلامِ حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ ۲۴۳

"تقدمی هذه علٰی رقبة کل ولی اللّٰه - تو اُس وقت رُوئے زمین پر کوئی بھی ایسا ولی اللہ نہ رہا جس نے اپنی گردن نہ جھکائی ہو(۲۳۶)۔

حضرت سیّد احمد سرہندی مجدّد الفِ ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب "مبداومعاد" میں لکھا ہے کہ

" اُس کے بعد اللہ جلشانہٗ کے احسان اُن کے شاملِ حال ہو گئے اور اُس وقت سے توجہ بلندیوں کی طرف مبذول رہی اور یکبارگی اصل (حقیقت) سے آشنائی کی فضا میسّر آئی - چنانچہ سابق مقامات سے اصل مقامات کو عروج ہوا اور اصلِ الاصل کو پہنچا - اِس آخری عروج میں جبکہ عروج اصل مقامات پر ہوا کرتا ہے انہیں حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر قدس اللہ سرہٗ کی رُوحانی مدد سے ہی وہ مقامات حاصل ہوئے اور ان مقامات کے تصرف سے مَیں اصل الاصل سے واصل ہُوا" (۲۳۷)۔

شیخ کبرویہ کا تسلیم :

شیخ نجیب الدّین سُہروردی جن کے بارے میں اُن کی حضرت غوث الاعظم قدس اللہ سرہٗ سے باطنی نسبت کا بتایا جا چکا ہے شیخ عمّار یاسر رحمتہ اللہ علیہ کے مُرشد تھے اور شیخ عمّار شیخ نجم الدّین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ کے پیرِ طریقت تھے - پس چاروں سلسلہ مشائخ کو حضرت محبوبِ سبحانی غوث صمدانی قدس اللہ سرہٗ النورانی کے خوانِ نعمت سے بھرپور حصہ ملا ہے -

شہزادہ دارا شکوہ رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جمعہ کے روز ۸ رجب المرجب ۱۰۵۵ھ کو اِس فقیر کو یہ غیب سے آواز آئی کہ "خدا تعالیٰ کے اولیاؤں کے سلسلوں میں بہترین سلسلہ اور عُمدہ ترین طریقہ قادریہ ہے" (۲۳۸)۔

حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ العزیز

(۱۰۳۹ھ/۱۶۲۹ء - ۱۱۰۲ھ/۱۶۹۱ء)

قبلۂ متاخرین' صاحبِ فتوت' کعبۂ عمل و علم' زوجِ ورع و حلم' پیشوائے راستین' مقتدائے راہِ دین' سُلطانُ الفقر' سیّدُ الکونین' شاہِ جاودانی' شاہبازِ لامکانی' نورِ آفتابِ قادریہ' سُلطان العارفین' بُرھانُ الواصلین حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ الملقب "حق باھُو" علوی' ہاشمی' حضرت امیر زُبیر ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد سے تھے (۲۳۹)۔ آپ کے آباؤ اجداد' معرکۂ کربلا کے بعد ایران چلے آئے اور خُراسان میں رہائش پذیر ہو گئے - حتیٰ کہ آپ

کے اجداد چار پُشتوں تک ہرات کی ایک امارت پر متمکّن رہے - چوتھی پُشت میں قُطب شاہ بڑی معروف شخصیت تھے (۲۴۰)۔ حملۂ تاتار کے بعد ساتویں صدی ہجری میں محمد پیدا یا محمد مُغلا آپ کے اجداد میں سے پنجاب وارد ہوئے اور بالآخر کوہستان غربی کی وادیٔ سُون سکیسر کے شہر "انگہ" میں سکونت پذیر ہوئے -

آپ کے والد شیخ بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ حافظِ قرآن اور متشرع شخصیت تھے - وہ حکومتِ ہند کے منصب دار بھی تھے - شیخ بازید محمد نے آخرِ عمر میں حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا جو ایک ولیۂ کاملہ تھیں' سے ازدواج کیا (۲۴۱)۔

جب ہند کے مُغل فرمانروا شاہ جہان بادشاہ نے حضرت بازید محمد کو معاش کے لئے شورکوٹ میں جاگیریں دیں (۲۴۲) تو یہ خاندان شورکوٹ منتقل ہو گیا' جہاں پر آفتابِ فقرِ مصطفوی و بحرِ سلسلۂ عالیہ قادریہ کا برِّصغیر پاکستان و ہند میں طلوع ہوا یعنی سال ۱۰۳۹ھ / ۱۶۲۹ء میں حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کی ولادت باسعادت ہوئی (۲۴۳)۔ وہ زمانہ شاہجہان بادشاہ (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء - ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء) کا تھا جو پُورے برِّصغیر پر حکمران تھے - رشید خان سیال (۱۰۲۸ھ/۱۶۱۸ء - ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء) جھنگ میں حکمران تھے - حضرت سُلطانُ العارفین قدس اللہ سرہٗ کی ابتدائی زندگی میں امن و چَین کا ماحول نظر آتا ہے' البتہ اُن کے آخری ایّام میں اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء - ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) اور شاہی خاندان کے درمیان جنگ و جدال کے باعث فتنہ اور فساد شروع ہو گیا - جھنگ کے علاقہ میں بھی سیاسی حالات خراب ہو گئے - شورکوٹ کے حکمران میرک سیال' رجو عہ کے حاکم اور بھروانوں میں مُسلسل لڑائیاں ہونے لگیں - سنانڑی شاہ تھیرا کے بلوچوں کے درمیان جنگ جاری رہی - جھنگ کے حاکم رشید خان کے بیٹوں میں برادر کشی کا آغاز ہو گیا - معاشرہ میں بدخلقی اور بےحرمتی پیدا ہو گئی - بہرحال حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ کا بچپن شورکوٹ میں گُزرا اور پھر خدمتِ خلق میں مشغول ہو گئے - آپ نے یکے بعد دیگرے چار نکاح کئے - اُنہیں دنوں میں ہی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے وسیلہ اور رُوحانی قوت سے مجلسِ محمدی ﷺ میں باریابی حاصل کی اور دست بیعت ہوئے (۲۴۴)۔

شاہزادہ اورنگ زیب نے قلعۂ گڑھ مہاراجہ نزد شورکوٹ میں سال ۱۰۵۹ھ/۱۶۴۹ء اور سال ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۱ء کو حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ سے ملاقات کی - اورنگزیب عالمگیر

نے تیسری بار ۸/۷-۱۰۶۷ھ/۱۶۲۷ء کو آپ سے دہلی میں ملاقات کی (۲۴۵)۔ ان تمین ملاقاتوں سے اخذ ہوتا ہے کہ اورنگزیب عالمگیر کو اپنے وطن کی ثقافت ادب اور عرفان سے کس قدر زیادہ لگاؤ تھا۔ جناب ڈاکٹر آفتاب اصغر اپنے مقالہ میں اس ضمن میں لکھتے ہیں :

"اورنگ زیب عالمگیر پاکستان وہند کے تیموری بادشاہوں میں ادب وثقافت کے ورثہ کے سب سے زیادہ شائستہ وارث تھے" (۲۴۶)۔

صاحب کتاب "مناقب سلطانی" کے مطابق آپ نے دہلی میں سید عبدالرحمٰن گیلانی القادری رحمتہ اللہ علیہ سے تلقین پائی۔ بیعتِ ظاہری سے پہلے حضرت قدس اللہ سرہٗ لنگر مخدوم کی درگاہ (نزد چنیوٹ) اور حجرہ شاہ مقیم کی درگاہ پر گئے۔ حجرہ شاہ مقیم میں سید محمد امیر حجروی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کی ملاقات ہوئی اور آپ نے اُن سے اپنی عقیدت مندی کا اظہار بھی کیا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے نواب موسیٰ شاہ گیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتان میں اور حبیب اللہ شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ سے دریائے راوی کے کنارے ملاقات کی اور ایک عرصہ تک ان بزرگوں کی خدمت میں رہے (۲۴۷)۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ نے آخری عمر میں بلادِ اسلامیہ کی کافی سیاحت فرمائی جن میں عرب، شام و عراق شامل ہیں اور آپ نے ہزاروں خلقِ خدا کو بیعت و تلقین فرمایا۔ آپ کے خوارق و کرامات بہت زیادہ ہیں اور حقیقتاً مادر زاد ولی تھے۔ آپ کے خلفاء کے ذریعہ سلسلۂ قادریہ کو پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان اور کشمیر میں کافی وسعت ملی ہے بلکہ یہ سلسلہ افغانستان تک جا کر پھیلا ہے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کی اپنی زندگی ہی میں آپ کے معروف خلفاء ملا معالی نورنگ کھیتران، سید موسن شاہ گیلانی، شیخ کالو اور مائی فاطمہ مستوئین نے بلوچستان، ڈیرہ جات، سندھ اور پنجاب میں اثرات پیدا کر لئے تھے۔ حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کے وصال کے بعد آپ کے خاندان میں سجادہ نشینی کا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ آپ کے بہت سے اخلاف و خلفاء صاحب حال اور درویشِ خدا مست ہو گزرے ہیں اور نامور عارف مشہور ہوئے ہیں (۲۴۸)۔

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ پاکستان کے عوام میں چاہے وہ پنجاب، سندھ، بلوچستان، سرحد اور کشمیر سے تعلق رکھتے ہوں بلکہ افغانستان اور ہندوستان میں بھی ایک مردِ کامل کی حیثیت سے مشہور ہیں اور وہاں اُن کے عارفانہ افکار شہرت پا چکے ہیں۔ حضرت سلطان باھوؒ

قدس اللہ سرہٗ شریعت میں صحوِ جنیدی، طریقت میں بمنزلہ اویس قرنی، معرفت و حقیقت میں حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزھرا اور خواجہ حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے انتہائے فقر پر مامور تھے۔ مسلکِ تصوف میں حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ النورانی کے پیرو اور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر قائم تھے۔ آپ کا کلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی فضیلت اور عظمت کی یاد تازہ کرتا ہے۔ لطائفِ کلام میں عبداللہ انصاری اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کا سا انداز ملتا ہے۔ اصل میں اُنہوں نے خود کیا خوب فرما دیا ہے کہ "فقر ھمہ آموزاست" یعنی فقر سب کچھ سکھا دینے والا ہوتا ہے (۲۴۹)۔

تصانیف: (۲۵۰)

حضرت سلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ کے فارسی اور عربی میں ایک سو چالیس رسالے مشہور ہیں مگر آپ کی فارسی میں تیس (۳۰) تصانیف اور سرائیکی میں ایک تصنیف دستیاب ہے جن کے نام درج ذیل ہیں :

نام	موضوع
۱- اسرار قادری	معرفت تصوف اور سلوک پر ہے۔
۲- امیر الکونین	ایضاً
۳- اورنگ شاہی	ایضاً
۴- توفیق الہدایت	ایضاً
۵- تیغ برھنہ	ایضاً
۶- جامع الاسرار	ایضاً
۷- کشف الاسرار	ایضاً
۸- دیدار بخش	ایضاً
۹- دیوان باھو	غزلیات عارفانہ
۱۰- رسالہ روحی	معرفت تصوف اور سلوک پر ہے۔
۱۱- سلطان الوھم	معرفت و تصوف پر ہے۔
۱۲- شمس العارفین	ایضاً۔ مصنف کی بعض تصانیف کا تلخیص ہے۔
۱۳- عقلِ بیدار	معرفت تصوف و سلوک پر ہے۔
۱۴- عین العارفین	ایضاً

۱۵- عین الفقر — ایضاً
۱۶- فضل اللقاء — ایضاً
۱۷- قربِ دیدار — ایضاً
۱۸- کشف الاسرار — ایضاً
۱۹- کلید التوحید (صغیر) — ایضاً
۲۰- کلید التوحید (کبیر) — ایضاً
۲۱- کلید جنت — ایضاً- ٭ کتاب کلید جنت کا فارسی نسخہ دستیاب ہو چکا ہے۔
۲۲- گنج الاسرار — معرفت تصوف و سلوک پر ہے۔
۲۳- مجالسۃ النبی — ایضاً — ۲۴- محبت الاسرار — ایضاً
۲۵- محکم الفقراء — ایضاً — ۲۶- محک الفقراء (صغیر) — ایضاً
۲۷- محک الفقر (کبیر) — ایضاً — ۲۸- مفتاح العارفین — ایضاً
۲۹- نور الہدیٰ (صغیر) — ایضاً — ۳۰- نور الہدیٰ (کبیر) — ایضاً

٭٭٭

باب اوّل

تاریخی حالات کا جائزہ

حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کی ولادت اور زندگی کے حالات بیان کرنے سے پہلے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے رہائشی علاقہ اور اُس کے گرد و نواح کے بارے میں اُن کے اپنے دور کی کیفیات کو پیشِ نظر رکھ کر تحقیق کر لی جائے۔ حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کی جائے ولادت (۲۵۱) اور مسکن کا مقام شورکوٹ ہے' جو جغرافیائی اور سیاسی نقطۂ نظر سے ہمیشہ ملتان اور جھنگ سے ملحق رہا ہے' لہٰذا شورکوٹ کا تعارف کرنے کے ضمن میں ہی ملتان اور جھنگ کے بارے میں کچھ آگاہی حاصل کر لینا بے سود نہ ہوگا۔ اسی طرح اس علاقہ کے قلعہ قہرگان کے ایک قصبہ کے بارے میں' جو گوٹھ مہاراجہ کے نام سے موسوم ہے' کچھ اظہار کر دینا بڑا ضروری ہے' کیونکہ اُس زمانے کی تاریخی حالت اور حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرہٗ کے حالات کو پیش کرنے کے لئے اس کی توضیح کر دینا لازم ہو جاتا ہے۔

فصلِ اوّل

شورکوٹ:

فرعونِ مصر جو سیاستریس (قریباً ۹۰۰ ق م) کے نام سے موسوم تھا' شورکوٹ تک حکمرانی کرتا رہا - ملتان' بھیرہ' منکیرہ' کوٹ کروڑ' تریمو' اور شہر شورکوٹ کو دریائے چنبل (چناب) کے شرقی کنارے پر آباد کیا گیا (۲۵۲)۔ ''تاریخ جھنگ'' کے مؤلف لکھتے ہیں کہ مصریوں کے بعد ایک مدت تک آشوری قوم ملتان پر حکومت کرتی رہی۔ ممکن ہے اشورکوٹ